فتنہ امامت زن

استعمار اور اس کے کارندوں کا کردار

از قلم: مفسر قرآن مولانا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

پچھلے دنوں نیویارک (امریکہ) میں چند مغرب زدہ خواتین وحضرات نے ایک چرچ میں جمع ہو کر ایک عورت کی امامت میں نماز پڑھی۔ظاہر بات ہے کہ یہ حرکت اسلامی تعلیمات کے بھی یکسر خلاف تھی اور چودہ سوسالہ مسلمات اسلامیہ سے انحراف بھی ،جس پر بجا طور پر عالم اسلام میں اضطراب وتشویش کی لہر دوڑ گئی اور اسے مغربی استعمار کی ایک سازش سمجھا گیا، نیز اس حرکت کا ارتکاب واہتمام کرنے والوں کو ان کے کارندے قرار دیا گیا، کیونکہ ہدایت کار (Producer) تو وہی تھے،اور یہ ''نمازیان استعمار'' تو صرف اداکار (Actors) تھے۔

لیکن ہمارے ملک میں بھی متعدد گروہ ایسے ہیں جو یہاں بھی وہی کام کر رہے ہیں جو اسلام دشمن طاقتوں (مغربی استعمار) کا ایجنڈا ہے، ان کے کچھ گماشتے تو ایسے ہیں جو بالکل ظاہر ہیں وہ اپنے کو چھپاتے بھی نہیں ہیں، کیونکہ ان کو اپنی فرنگیت مآبی پر فخر بھی ہے اور اس کے پرچار کو وہ ملک وقوم کی ترقی کیلئے ناگزیر بھی سمجھتے ہیں۔کچھ ایسے ہیں جو ان کے تنخواہ دار یا ''ایڈ'' یافتہ ایجنٹ ہیں۔انھوں نے مختلف ناموں سے تعلیمی ادارے یا NGOs بنائی ہوئی ہیں اور ان کی آڑ میں مغرب کے مشن کو یہاں فروغ دے رہے ہیں،اور بدقسمتی سے ایک گروہ ایسا بھی ہے، جس نے لبادہ مذہب کا اوڑھا ہوا ہے اور علم وتحقیق کا فروغ ،اس کا دعویٰ ہے لیکن کام اس کا بھی وہی ہے جو مذکورہ دو گرہوں کا ہے یا اس کے نتائج ''تحقیق'' بھی وہی نکالتے ہیں جو استعمار کو مطلوب ہیں چنانچہ یہ گروہ ہر ایسے موضوع پر، جو استعمار کی ضرورت ہے، جس سے وہ اسلامی معاشرے کو اسلامی اقدار و روایات سے بیگانہ کر کے مغربی تہذیب واقدار کا والہ وشیدا بنانا یا اس میں فکری انتشار پیدا کرنا چاہتا ہے، ''تحقیق'' کے نام پر اسے بال و پر مہیا کرتا ہے، اس کے نین نقش سنوارتا ہے اور اس کو ''دلائل'' سے آراستہ کر کے اس جرعہ تلخ کو شیریں یا اس زہر ہلاہل کو آب حیات بنا کر پیش کرتا ہے۔

چنانچہ دیکھ لیجیے! مغربی استعمار، اسلامی سزاؤں کو (نعوذ باللہ) وحشیانہ سمجھتا اور قرار دیتا ہے، تو اس گروہ نے بھی حد رجم کا انکار کر دیا، جب کہ یہ حد متواتر روایات سے ثابت ہے اور امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔لیکن یہ گروہ اس کے اسلامی حد ہونے کا انکار کرتا ہے اور اس پر داد تحقیق دیتا اور بہ زعم خویش ''دلائل'' کا انبار لگاتا ہے۔یہ استعمار کی ایک خدمت ہے جو یہ گروہ علم وتحقیق کے نام پر اور مذہب کا لبادہ اوڑھ کر سرانجام دے رہا ہے۔

ناچ گانا اور موسیقی، مغرب تہذیب کی روح اور اس کی غذا ہے۔ یہ گروہ ان بے حیائیوں کو بھی نہ صرف سند جواز مہیا کر رہا ہے، بلکہ ان کوتاہ آستینوں کی دراز دستی کا یہ عالم ہے کہ انھوں نے پیکر حیا نبی آخر الزماں رسول اکرم ﷺ کو بھی، جنھوں نے اپنے مقاصد بعثت میں ایک مقصد معازف ومزامیر (گانے بجانے کے آلات) کا مٹانا بھی بتلایا ہے، (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) پیشہ ور مغنیات کا گانا سننے کا شوقین قرار دیا ہے۔

تصویر سازی بھی مغرب کی اخلاق سوز، ایمان شکن اور حیا باختہ تہذیب کا بنیادی ستون ہے۔ اس گروہ نے بہ زعم خویش اس حرام کو بھی ماشاء اللہ چشم بد دور اپنے زور قلم اور استدلال کی فن کاریوں سے حلال کر دکھایا ہے۔

ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند   انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا قادیانی

علیہ ماعلیہ کو اپنی جعلی نبوت کے اثبات کیلئے ضرورت تھی کہ حضرت عیسیٰؑ کے نزول آسمانی کا انکار کیا جائے۔ اس گروہ نے بھی مرزا قادیانی کی ہم نوائی کرتے ہوئے اس متواتر عقیدہ نزول مسیح کا انکار کر کے عالمی استعمار کی کھڑی کردہ جعلی نبوت کی عمارت کو سہارا دیا۔

ایک عورت کا مرد وزن کے مخلوط اجتماع میں، امامت کے فرائض ادا کرنا بھی ایک عظیم فتنہ اور اسلام کے صریح احکام سے انحراف و بغاوت کا شاخسانہ ہے۔ اس گروہ نے اس کی بھی تحسین کی اور مئی ۲۰۰۵ء کے ماہنامہ ''اشراق'' لاہور میں اس انحراف و بغاوت کے جواز کے دلائل بھی مہیا فرما دیئے گئے ہیں۔

نظر لگے نہ کہیں اس کے دست و بازو کو   یہ لوگ کیوں میرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں۔

بہرحال اس گروہ کے اس طرز عمل کو استعمار پسندی اور اس کے استعماری مفادات کی پاسبانی کہہ لیجیے یا اس مکھی کا سا رویہ جو صرف گندگی ہی کی تلاش میں رہتی اور اس پر بیٹھتی ہے۔ یہ گروہ ہر اس بات کی تلاش میں رہتا ہے جس میں اسلام سے انحراف ہو یا اسلامی مسلمات کا انکار ہو۔ پھر اس کے جواز میں اس کا قلم خارا شگافی شروع کر دیتا ہے، اس کا دماغ شیطانی وحی کی طرح چل پڑتا ہے اور دلائل کو توڑ مروڑ کر یا تاویلات رکیکہ کے ذریعے سے استدلال کا تانا بانا اس طرح بنا جاتا ہے کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام باور کرا دیا جاتا ہے۔ مذکورہ تمام مثالوں میں اس کے نمونے دیکھے جا سکتے ہیں۔

فتنہ امامت زن کی تحسین، بے مثال   انصاف اور دانش وتحقیق کی مثال؟

''اشراق'' کے محولہ مضمون سے بھی ہماری باتوں کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً دیکھیے! مضمون کا آغاز ہی ان الفاظ سے ہوتا ہے: ''پچھلے دنوں ایک نیک سیرت اور پڑھی لکھی خاتون نے نیویارک میں جمعہ کی نماز میں مردوں اور عورتوں کی امامت

کی۔ پاکستانی میڈیا میں ایک ہنگامہ بپا ہو گیا،،،،،۔"

ذرا غور فرمائیے! چودہ سو سالہ اسلامی مسلمات سے کھلم کھلا انحراف و بغاوت کرنے والی خاتون، جو انحرافی سوچ کی حامل بھی ہے اور اسلام دشمن طاقتوں کی ایجنٹ بھی (جس کی تفصیل ہفت روزہ "ندائے ملت" لاہور کے دو شماروں میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کی ضروری تلخیص مضمون کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں) وہ تو نیک سیرت اور عہد رسالت مآب ﷺ میں رجم ہونے والے صحابی ماعز اور ایک خاتون، اس گروہ کے سرخیل کے نزدیک (نعوذ باللہ) "نہایت بدخصلت غنڈہ" اور پیشہ ور طوائف۔ حالاں کہ یہ دونوں اتنے پاک باز اور خوف الٰہی سے لرزاں و ترساں تھے کہ خود بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر ان دونوں نے اپنے آپ کو دنیوی سزا کیلئے پیش کیا، تا کہ وہ پاک ہو کر اللہ کے پاس جائیں، اور نبی ﷺ نے ان کی پاکیزگی اور صدق توبہ کی گواہی بھی دی۔ لیکن وہ پھر بھی بدمعاش کے بدمعاش اور پیشہ ور بدکار (نعوذ باللہ من هذه الهذيات) اور ان کی زیر بحث "امامن" یا اس تحریک کی سرغنہ ایک ولد الزنا کی ماں ہونے کے باوجود "نیک سیرت۔"

بے مثال "انصاف" اور "تحقیق" کی دوسری مثال:

دوسری مثال اس گروہ کے عدل و انصاف اور تحقیق کی یہ ہے کہ حد رجم، جو متواتر احادیث سے بھی ثابت ہے اور اجماع امت سے بھی اور اس "عملی تواتر امت" سے بھی جسے یہ گروہ "سنت" سے تعبیر کرتا ہے، یعنی ان کے اپنے بنائے ہوئے پیمانے اور معیار سے بھی حد رجم ثابت ہوتی ہے، لیکن اسے یہ نکال اور تعزیر کے طور پر تو مانتا ہے، لیکن اسے حد شرعی ماننے کیلئے تیار نہیں ہے۔ مگر دوسری طرف ایک ضعیف یا کم از کم ایک مختلف فیہ روایت کو بنیاد بنا کر عورتوں کی امامت کے فتنے کو جائز قرار دینے کی مذموم سعی کر رہا ہے، علاوہ ازیں اس روایت میں ایسے کوئی واضح الفاظ بھی نہیں ہیں جن سے یہ معلوم ہو کہ حضرت ام ورقہؓ کے پیچھے نماز پڑھنے والے مقتدی مرد بھی ہوتے تھے (جیسا کہ آگے ہم ان شاء اللہ وضاحت کریں گے) جب کہ رجم کی روایات اس امر میں واضح ہیں کہ جن کو بھی رجم کی سزا دی گئی، وہ شادی شدہ تھے اور شادی شدہ ہونے کے باوجود ارتکاب زنا کرنے ہی پر ان کو رجم کی سزا دی گئی تھی۔ لیکن یہ گروہ اس روز روشن سے زیادہ واضح حقیقت کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ زنا کی سزا صرف ایک ہی ہے اور وہ سو کوڑے ہیں، زانی کنوارا ہو یا شادی شدہ۔

تیسری مثال

قرآن کریم میں ہے: ﴿الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة﴾ [النور:۲] "زانی مرد اور زانی عورت، ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو۔"

قرآن کا یہ حکم عام ہے، جس میں ہر قسم کے زانی شامل ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے عمل اور فرمان سے قرآن کے اس عموم کی تخصیص ہوگئی اور یہ بات مسلّم ہوگئی کہ قرآن کی بیان کردہ زنا کی یہ سزا ان زانیوں کیلئے ہے جو کنوارے ہوں، اور شادی شدہ زانیوں کی سزا رجم ہے، جو حدیث سے ثابت ہے۔ پوری امت نے حدیث رسول ﷺ سے قرآن کے اس عموم کی تخصیص کو تسلیم کیا اور اس پر امت کا اجماع ہوگیا۔ لیکن یہ گروہ کہتا ہے کہ ''یہ تو قرآن کی توہین ہے۔ قرآن کا عموم، رسول اللہ ﷺ کے عمل یا فرمان سے خاص نہیں ہوسکتا'' وہ اس عمل رسول اور حدیث رسول کو (نعوذ باللہ) قرآن پر زیادتی یا قرآن کا نسخ قرار دیتا اور کہتا ہے کہ یہ اختیار اللہ کے رسول ﷺ کو بھی حاصل نہیں۔

دوسری طرف دیکھئے! قرآن عورتوں کی بابت کہتا ہے: ﴿وقرن فی بیوتکن﴾ [الاحزاب: ۳۳/۳۳] ''تم اپنے گھروں میں ٹک کر رہو'' یعنی بغیر ضروری حاجت کے گھر سے باہر نہ نکلو۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عورت کا دائرہ عمل، امور سیاست و جہاں بانی نہیں، معاشی جھمیلے نہیں، امامت و خطابت کے فرائض ادا کرنے نہیں، بلکہ گھر کی چار دیواری کے اندر رہ کر امور خانہ داری سرانجام دینا ہے۔

لیکن یہاں یہ گروہ حضرت ام ورقہؓ کی حدیث سے، جس کی صحت بھی متفق علیہ نہیں، قرآنی حکم کے برعکس عورت کی امامت و خطابت کا اثبات کر رہا ہے۔ رجم کے متواتر اور متفق علیہ روایات کے ماننے سے ان کے نزدیک قرآن کی برتری مجروح ہوتی ہے، لیکن ایک مختلف فیہ روایت کی بنیاد پر حکم قرآنی سے انحراف سے شاید اس لئے قرآن کی برتری مجروح نہیں ہوتی کہ اس انحراف سے توفیق فقیہان ''اشراق'' یا استعمار کے مقاصد کی آب یاری ہوتی ہے۔

حضرت ام ورقہؓ کی حدیث اور اس سے استدلال کی حقیقت

بہر حال ان چند مثالوں سے مقصود اس ''عدل وانصاف'' کی وضاحت کرنا ہے جس کا مظاہرہ مذکورہ منحرفین کا گروہ کر رہا ہے اور اس ''علم و تحقیق'' کو آشکارا کرنا ہے جس پر مدعیان علم و تحقیق کا یہ گروہ فخر کا اظہار کرتا ہے۔ ورنہ قرآن و حدیث کا دلی احترام صحیح معنوں میں موجود ہو اور مسلمات اسلامیہ سے گریز وانحراف بھی ناپسندیدہ ہو، تو پھر زیر بحث واقعہ امامت زن کی ناپسندیدگی اور اس کے اسلامی تعلیمات کے یکسر خلاف ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔ اس نکتے کی وضاحت کیلئے چند باتیں پیش خدمت ہیں۔

حضرت ام ورقہؓ کی اس حدیث میں، جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز پڑھانے کی اجازت دی اور ان کیلئے ایک موذن بھی مقرر فرمایا، کئی امور قابل غور ہیں۔ اول تو اس حدیث کی صحت متفق علیہ نہیں، محققین حدیث کی اکثریت

نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، تاہم بعض نے اسے ''حسن'' تسلیم کیا ہے۔ ہم فی الحال اس کی اسنادی تحقیق سے گریز کرتے ہوئے اور اس کو حسن درجے کی روایت تسلیم کرتے ہوئے یہ عرض کریں گے کہ یہ ایک استثنائی واقعہ ہے یا اس میں عموم ہے؟ ظاہر بات ہے کہ یہ ایک استثنائی صورت ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں بھی حضرت ام ورقہؓ کے علاوہ کسی اور عورت کو اپنے محلے میں یا اپنے گھر میں نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اسی طرح عہد صحابہؓ و تابعینؒ سے لے کر آج تک امت مسلمہ میں اس کا کہیں اہتمام نہیں کیا گیا۔ اس لئے ایک استثنائی واقعے کی بنیاد پر مغرب کے نظریہ مساوات مرد و زن کے ثابت کرنے کا اور اسے ''آزادی نسواں'' کی تحریک کا پیش خیمہ بنانے کا جواز کیا ہے؟ اور کیا اس سے واقعی مغرب کے نظریہ مساوات کا یا آزادی نسواں کا اثبات ہوتا ہے؟ جن مردں اور عورتوں نے یا اس کے پس پردہ ہدایت کاروں نے یہ کھٹ راگ رچایا ہے، ان کا مقصد تو اس امامت زن سے نظریہ مساوات مرد و زن یا تحریک آزادی نسواں ہی کا اثبات ہے۔ اسی لئے اس واقعے میں ''انھیں ریاستی طاقت کی آشیر باد حاصل تھی ،،،،،، اس چرچ کے جہاں یہ نماز ادا کی گئی، چاروں اطراف امریکی پولیس پہرے دار بن کر کھڑی رہی۔'' [روز نامہ پاکستان میگزین ہفت روزہ ''زندگی'' ص۳، ۲۷ مارچ ۲۰۰۵ء]

اس سے واضح ہے کہ اس سازش کو استعمار کی حمایت حاصل ہے۔ علاوہ ازیں اس میں جس قسم کے لوگ پیش پیش تھے، ان کی تفصیل بھی عائشہ سروری نامی ایک خاتون کے ذریعے سے سنیئے! اس خاتون نے امریکہ جا کر اور براہ راست اصل لوگوں سے مل کر یہ تفصیل بیان کی ہے۔ یہ خاتون لکھتی ہے:

''اسریٰ نعمانی امریکی شہری اور طلاق یافتہ ہے اور دو بیسٹ سیلر کتابوں کی مصنفہ بھی۔ اسریٰ نعمانی مورگن ٹاؤن اور ورجینیا میں مقیم مسلمانوں کے نزدیک اس لئے زیادہ ناپسندیدہ ہے کہ ایک تو وہ مسلمان عورتوں کے حقوق کی متشدد حامی ہے اور دوسرا یہ کہ اس نے طلاق کے چند سال بعد ایک بیٹے کو بغیر نکاح کے جنم دیا،،، اسریٰ نعمانی نے ڈاکٹر امینہ ودود سے مل کر مسجدوں میں مردوں کے برابر حقوق حاصل کرنے کی جدوجہد کا آغاز کیا، جس سے مقامی مسلمانوں میں بہت شدید رنج اور ناراضگی کی لہر دوڑ گئی۔ نماز جمعہ کی امامت کرانے میں اسریٰ نعمانی اور ڈاکٹر امینہ ودود نے اکٹھے مل کر جدوجہد کی ہے۔ امریکی قوانین انھیں اس سمت میں آگے بڑھنے میں بھر پور مدد فراہم کر رہے ہیں۔'' [بحوالہ اخبار مذکور ''زندگی'' ۲۷ مارچ ۲۰۰۵ء]

عائشہ سروری کی بیان کردہ اس تفصیل سے وہ تکون سامنے آجاتی ہے جو اس سازش کی روح رواں ہیں، اور وہ ہیں: ایک بدکار عورت اور حرامی بچے کی ماں۔ دوسری خود ڈاکٹر امینہ ودود (امامن اور خطیبن) اور تیسری امریکی حکومت۔ اور اب خود امامن اور خطیبن کا وہ بیان ملاحظہ فرمائیں جو اس نے جمعے کے خطبے میں دیا، اس نے اپنے ایک بیان میں کہا۔ ''قرآن نے

عورت اور مرد کو برابر کے حقوق عنایت فرمائے ہیں، لیکن مسلمان مردوں نے اسلامی تعلیمات کا چہرہ مسخ کر دیا ہے اور عورت کو اس کے حقوق سے محروم کر رکھا ہے۔ یہ مرد عورت کو محض جنسی تفریح سمجھتے ہیں'' [اخبار مذکور]

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت ام ورقہؓ کی مذکورہ حدیث کو جو ایک استثنائی صورت کی حامل ہے، امریکا میں پیش آنے والے واقعے کے جواز میں پیش کرنا، قیاس مع الفارق ہے۔ اس واقعے کے ہدایتکار تو مسجدوں میں مخلوط نماز کو رواج دے کر مغرب کے نظریہ مساوات مرد وزن کو، مسلمان معاشروں ہی میں نہیں، بلکہ مسجدوں کے اندر بھی نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

کیا فقیہان ''اشراق'' جوان باغیان اسلام کی اس مذموم حرکت کو سند جواز مہیا کرنے کیلئے کیل کانٹے سے لیس ہو کر میدان صحافت میں اتر آئے ہیں، اس مساوات کے حامی ہیں جس کے قائل امامت زن کے حامی یا اس کے بانی ہیں؟ اگر وہ اس مغربی مساوات کے قائل ہیں، پھر تو ان کی ہم نوائی قابل فہم ہے اور اگر وہ اس مساوات کے قائل نہیں ہیں، تو پھر ان کی ہم نوائی کیوں؟ اور اس کی حمایت میں یہ سرگرمی کیوں؟ (اس کے جواب کے ہم منتظر رہیں گے)

دوسرا قابل غور پہلو حدیث زیر بحث میں یہ ہے کہ اس کے کسی بھی لفظ سے اس بات کا اثبات نہیں ہوتا کہ حضرت ام ورقہؓ کے پیچھے کوئی مرد بھی نماز پڑھتا تھا۔ محض اس بات سے کہ ایک بہت بوڑھا شخص (شیخ کبیر) ان کیلئے اذان کہتا تھا، یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ وہ نماز بھی حضرت ام ورقہؓ کے پیچھے پڑھتا ہوگا۔ اگرچہ بعض لوگوں نے یہ احتمال پیش کیا ہے، لیکن محض احتمال سے استدلال جائز نہیں، کیونکہ ایک دوسرا احتمال یہ بھی تو ہے کہ اذان دینے کے بعد وہ شیخ کبیر نماز مسجد نبوی ہی میں آ کر پڑھتے ہوں، اور یہ احتمال زیادہ قوی ہے کیوں کہ مسجد نبوی میں نماز کی جو فضیلت ہے، وہ گھر میں نماز پڑھنے کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ جب اس میں دونوں ہی احتمال ہیں، تو پھر اس احتمال کو ترجیح کیوں نہ دی جائے جو اسلامی تعلیمات کے مطابق بھی ہے اور صحابہ کرامؓ کے مزاج وسیرت کے موافق بھی۔ پھر اس واقعے سے عورتوں کا مردوں کی امامت کرنے کا جواز کس طرح ثابت ہوسکتا ہے؟

تیسرا قابل غور پہلو یہ ہے کہ حضرت ام ورقہؓ کی یہ حدیث، حدیث کی جس جس کتاب میں بھی آئی ہے، ان سب کو دیکھا جائے، تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی بھی محدث نے اس سے یہ استدلال نہیں کیا کہ عورت مردوں کی امامت کرسکتی ہے اگر اس واقعے میں ایسا کوئی پہلو ہوتا تو کوئی محدث اس پہلو کا بھی اثبات کرتا، لیکن کسی ایک محدث نے بھی اس سے یہ مفہوم نہیں سمجھا جو ایک استعمار زدہ ٹولہ یا منحرفین کا گروہ اس سے کر رہا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد کے علاوہ السنن الکبری للبیہقی، معرفۃ السنن

والآثار للبیہقی ، سنن دارقطنی ، ابن خزیمہ اور مسند احمد کی تبویب الفتح الربانی وغیرہ میں موجود ہے، کسی نے بھی اس حدیث پر ایسا باب قائم نہیں کیا جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ عورت مردوں کی امام ہوسکتی ہے یا حضرت ام ورقہؓ کے پیچھے مرد بھی نماز پڑھتے تھے۔ چوتھا قابل غور پہلو، حدیث کے الفاظ (ان تو م اھل دارھا)" وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرائے'' کا مفہوم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ'' دار'' کا لفظ کئی معنوں کیلئے آتا ہے، گھر کیلئے بھی، حویلی یا محلے کے مفہوم کیلئے بھی اور قبیلے کیلئے بھی۔ سیاق وسباق اور قرینے سے یہ تعین ہوگا کہ کس جگہ یہ کس معنی میں استعمال ہوا ہے؟ اس لئے یہ کہنا کہ گھر کیلئے یہ لفظ استعمال ہی نہیں ہوتا یکسر غلط ہے۔ اس حدیث میں بھی یہ لفظ گھر ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور اہل دار سے مراد صرف حضرت ام ورقہؓ کے گھر کی عورتیں ہیں، جیسے کہ سنن دارقطنی کے ایک مقام پر یہ روایت (ان توم اھل دارھا) کے بجائے (ان توم اھل نسائھا) کے الفاظ کے ساتھ آئی ہے، اور حدیث کا مفہوم اس کے سارے طرق کی روشنی ہی میں متعین ہوتا ہے اس طرح الموسوعۃ الفقہیۃ (کویت) میں بھی یہ روایت (ان توم نساء اہل دارھا) کے الفاظ کے ساتھ درج ہے۔ جس کیلئے انھوں نے سنن ابی داوًد [۱/ ۳۹۷] کے اس نسخے کا حوالہ دیا ہے جو عزت عبید دعاس کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ [دیکھیے، موسوعہ مذکورہ، ۶/ ۲۰۴]

سنن دارقطنی اور سنن ابی داوًد کے ایک نسخے کے یہ الفاظ (ان توم نسائھا) اور (ان توم نساء اھل دارھا) سے، دوسرے طرق کے الفاظ (ان توم اہل دارھا) کا مفہوم واضح اور متعین ہو جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو اپنے گھر کی عورتوں کی امامت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ اگر دار کو محلے یا حویلی کے معنی میں بھی لیا جائے، تب بھی یہی معنی ہوں گے کہ وہ محلے یا حویلی کی عورتوں کی امامت کرائے۔ اس میں مردوں کی شمولیت کا مفہوم تو پھر بھی شامل نہیں ہوگا۔

اور یہ مسئلہ کہ عورت، عورتوں کی امامت کرے، اس کو سوائے چند ایک فقہاء رحمہم اللہ عنہم کے، سب تسلیم کرتے ہیں، اس لئے کہ اس کا ثبوت حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ وغیرہما صحابیاتؓ سے ملتا ہے، تاہم اس صورت میں عورت، مرد امام کی طرح، صف کے آگے اکیلی کھڑی نہیں ہوگی، بلکہ صف کے درمیان کھڑی ہوگی۔

گم راہی اور کج روی کی بنیاد، محدثانہ نقطہ نظر سے انحراف ہے

بہر حال حدیث سے استدلال کا وہ طریقہ اختیار کیا جائے جو محدثین کا ہے (جو استدلال کا صحیح اور واحد طریقہ بھی ہے) تو اس حدیث ام ورقہؓ سے قطعاً اس بات کا اثبات نہیں ہوتا جو منحرفین کا گروہ یا استعماری مقاصد کیلئے سرگرم ٹولہ اس سے ثابت کرنے کی مذموم کوشش کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس گروہ کے بھی کچھ ذہنی تحفظات ہوتے ہیں، وہ اپنے ذہنی تحفظات ہی کی روشنی میں حدیث سے اخذ واستفادہ کرتا ہے، وہ محدثین کی طرف حدیث کو محض حدیث کے طور پر نہیں مانتا، یعنی اس سے

حالانکہ یہ ترجمہ اس وقت ہوسکتا تھا، جب اس میں (کانت) کا لفظ ہوتا یعنی (و کانت توم النساء) یہ غلط ترجمہ اس لئے کیا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا حصہ شمار نہ ہونے دیا جائے، حالانکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان ہی کا ایک حصہ ہے۔ پھر اس غلط ترجمے کے ردے پر دوسرا ردا یہ چڑھایا، مضمون نگار لکھتا ہے: ''اس روایت کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ وہ اپنی عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں۔ یہ دارقطنی کے اپنے الفاظ ہیں، حدیث کے الفاظ نہیں، یہ ان کی اپنی رائے ہے، سنن دارقطنی کے علاوہ حدیث کی کسی کتاب میں یہ اضافہ نہیں۔ اس لئے اس اضافے کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جاسکتا۔'' [''اشراق'' لاہور، مئی ۲۰۰۵ء، ص:۳۹/۳۸]

یعنی مسئلہ زیر بحث میں جو الفاظ نص قطعی کی حیثیت رکھتے ہیں، پہلے اس کا ترجمہ غلط کیا، تاکہ اسے رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے الگ باور کرایا جاسکے، پھر اس پر دوسرا ردا یہ چڑھایا کہ یہ ''دارقطنی کے اپنے الفاظ ہیں، حدیث کے نہیں'' تیسرا ردا یہ چڑھایا کہ ''یہ ان کی اپنی رائے ہے'' چوتھا ردا کہ ''یہ اضافہ ہے جو دارقطنی کے علاوہ حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے'' اور پھر ٹیپ کا بند، جو اصل مقصود ہے: ''اس لئے اس اضافے کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جاسکتا'' [حوالہ مذکور]

سبحان اللہ، ماشاء اللہ! کیا خوب استدلال ہے، سب کچھ اپنی طرف سے۔ پہلے اپنے ذہن میں ایک نظریہ قائم کیا کہ عورت کا مردوں کی امامت کرنا جائز ہونا چاہیے۔ پھر جن الفاظ سے اس نظریے کی بیخ کنی ہوتی ہے، ان کا ترجمہ غلط کیا اور انھیں فرمان رسول اللہ ﷺ ماننے سے انکار کردیا، اور ان کی بلا دلیل امام دارقطنیؒ کا اضافہ قرار دے کر اسے مسترد کردیا اور قطعی اعلان کردیا کہ اس اضافے کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جاسکتا۔

حالانکہ یہ سارے دعوے غلط اور یکسر بے بنیاد ہیں۔ ان الفاظ کا وہی ترجمہ صحیح ہے جو ہم نے کیا ہے، اور یہ الفاظ نبی ﷺ ہی کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ہیں، یہ امام دارقطنیؒ کے الفاظ نہیں ہیں، نہ یہ کوئی اضافہ ہے، بلکہ نفس مسئلہ میں نص قطعی اور دلیل واضح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ نظر بھی محدثانہ ہو، منہج بھی محدثانہ ہو، مقصد بھی محدثانہ ہو یعنی حدیث میں اپنے نظریے کو گھسیڑنا نہیں، بلکہ حدیث کی روشنی میں ہر بات کو سمجھنا اور نظریہ قائم کرنا ہو۔ ورنہ وہی بات ہو گی۔ ع

دیدہ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے

فتنہ امامت زن کی بانی ومحرک اور اس کا کردار، حقائق کی روشنی میں

اس کے بعد ''اشراق'' کے مضمون نگار نے بعض فقہاء کے اقوال امامت زن کے جواز میں نقل کئے ہیں اور اس میں

جس مسئلے کا اثبات ہوتا ہے، اگر وہ اس کے ذہنی تحفظات سے متصادم ہوتی ہے تو وہ اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے سارے گروہ نہایت قوی اور صحیح ترین روایات کو تو مسترد کر دیتے ہیں اور نہایت گری پڑی روایت کو اپنا لیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ محض اس لئے کہ حدیث رسول کو ماننا ان کے پیش نظر نہیں ہوتا، بلکہ ان کے اپنے مخصوص مفادات اور ذہنی تحفظات ہوتے ہیں۔ صحیح السند اور قوی روایت اگر ان کے مفروضوں کا ساتھ نہیں دیتی تو وہ مردود، اور کوئی ضعیف روایت ان کے مفروضوں کو سہارا دینے والی ہو، تو وہ مقبول۔ حتی کہ حدیث سے مطلب برآری کی یہ لے یہاں تک بڑھتی ہے کہ کسی حدیث کے ایک جز سے اگر ان کا مقصد پورا ہوتا ہے تو وہ تو صحیح قرار پاتا ہے اور اس حدیث کا دوسرا جزء اگر ان کے مقصد سے ہم آہنگ نہیں ہوتا، تو وہ غلط قرار پاتا ہے، یا پھر اس جزء کی کوئی مضحکہ خیز تاویل کر کے اسے بھی اپنے مطلب کا بنانے کی سعی کی جاتی ہے۔

اسی ذہنی تحفظ یا مطلب برآری کا ایک عجیب مظاہرہ ''اشراق'' کے مضمون نگار نے بھی کیا ہے۔ دیکھیے سنن دار قطنی کی روایت کے الفاظ (ان تـوم نسـائهـا) محدثین کے طریقے کے مطابق، اس روایت کے دوسرے الفاظ (اهل دارها) وغیرہ کے مفہوم کو متعین اور واضح کر دیتے ہیں۔ لیکن چونکہ مقصود حدیث سے استفادہ اور اس سے ثابت شدہ بات کو ماننا نہیں ہے، بلکہ توڑ مروڑ کر حدیث سے اپنی بات کا اثبات کرنا ہے۔ اس لئے دار قطنی کی اس روایت کو ''اشراق'' کے مضمون نگار نے بھی پیش کیا ہے۔ لیکن اس نے ترجمے اور مطلب بیان کرنے میں جو گھپلے کیے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

''ام ورقہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول نے اجازت دے دی تھی کہ اس کیلئے اذان دی جائے اور اقامت کہی جائے اور وہ اپنی عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں۔'' [اشراق ص ۳۸، مئی ۲۰۰۵ء] ترجمے کے گھپلے کو سمجھنے کیلئے حدیث کے اصل عربی الفاظ کا سامنے ہونا ضروری ہے۔ یہ الفاظ ہیں: (**ان رسـول الـلـه ﷺ اذن لها ان يوذن ويقام وتوم نسائها**) [الـدار قـطـنـی، باب فی ذکر الجماعة و اهلها وصفة الامام حدیث ۱۰۶۹] اس میں رسول اللہ ﷺ کے تین حکموں کا بیان ہے (۱) اس کیلئے اذان دی جائے، (۲) اقامت کہی جائے (۳) اور یہ کہ اپنی عورتوں کی امامت کرے۔

یہ اس کا صحیح ترجمہ بھی ہے اور جس سے صحیح مطلب بھی واضح ہو جاتا ہے کہ ان کو اس بات کی اجازت دی گئی تھی کہ وہ اپنی عورتوں کی امامت کر لیا کریں۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی امامت میں مرد نہیں ہوتے تھے، صرف عورتیں ہوتی تھیں۔ لیکن چونکہ مضمون نگار کے پیش نظر تو حدیث ام ورقہؓ سے مردوں اور عورتوں کی مشترکہ امامت کا اثبات ہے۔ اس لئے اس نے پہلے تو ترجمے میں یہ تصرف کیا کہ ''وہ اپنی عورتوں کی امامت کرے'' کی بجائے ترجمہ کیا ہے: ''اور وہ اپنی عورتوں کی امامت کیا کرتیں تھیں۔''

بھی کھُلپے کئے ہیں، لیکن حضرت ام ورقہؓ کی حدیث اور اس سے استدلال کی حقیقت واضح کرنے کے بعد ہم اقوال فقہاءؒ پر بحث کو ضروری نہیں سمجھتے۔ تاہم فتنہ امامت زن کے برپا کرنے والوں کی بابت اور بہت سی باتیں نہایت مستند ذرائع سے سامنے آئی ہیں، ہم چاہتے ہیں، وہ بھی پیش کردی جائیں تاکہ اس تحریک کا سارا کچا چٹھا سامنے آجائے۔

ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، ڈائریکٹر اسلامی سینٹر، کنکٹی کٹ، اسٹمفر ڈ امریکا، لکھتے ہیں: ''عورت کی امامت اور مسجد میں مردوں کے شانہ بشانہ عورتوں کی نماز کی تحریک کی اصل محرکہ اور روح رواں مارگن ٹاؤن، ویسٹ ورجینیا کی ایک نام نہاد مسلمان اسریٰ نعمانی ہے۔ چار سال قبل اسریٰ نعمانی نے عورت کی امامت کے فتنے کی بنیاد اس طرح رکھی کہ وہ اپنی چند ہم خیال عورتوں کو لے کر مارگن ٹاؤن، ویسٹ ورجینیا کی مسجد میں گھس گئی اور ان عورتوں نے مطالبہ کیا کہ انھیں مردوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ مسجد کی انتظامیہ نے انھیں مردوں کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی اجازت دے دی لیکن مردوں کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے منع کر دیا۔ اسریٰ نعمانی یہ معاملہ عدالت تک لے گئی، عدالت نے اسریٰ نعمانی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اس عدالتی فیصلے کے بعد اسریٰ نعمانی اور اس کے ساتھیوں کا یہ طریقہ کار ہے کہ وہ اعلان کردیتے ہیں کہ وہ فلاں دن فلاں مسجد میں مخلوط نماز پڑھیں گے، پھر اس دن اس مسجد میں گھس جاتے ہیں، باہر پولیس ان کے تحفظ کیلئے موجود ہوتی ہے،،،،، اس اسریٰ نعمانی کے ساتھ ایسے ایسے واقعات وحقائق منسوب ہیں کہ جن کو بیان نہ کرنا ہی بہتر ہے لیکن وہ پوشیدہ نہیں ہیں'' [ماہ نامہ ''تعمیر افکار'' کراچی، ص ۴۰/۴۱، مئی ۲۰۰۵ء]

ہفت روزہ ''ندائے ملت'' لاہور کے ایک مضمون نگار نے ۳۱ مارچ ۲۰۰۵ء کے شمارے میں ایک تفصیلی مضمون شائع کیا ہے جس میں اسریٰ نعمانی کی بابت بتلایا گیا ہے کہ یہ سی آئی اے، اسرائیل اور موساد کی ایجنٹ ہے اور ڈینئل پرل (امریکی صحافی) کے ساتھ مل کر بھی اس نے پاکستان میں پاکستانی مفادات کے خلاف کام کیا ہے جس کے دستاویزی ثبوت اس مضمون میں شامل ہیں، ہم ان تفصیلات سے گریز کرتے ہوئے اس شمارے سے صرف وہ دس سوالات یہاں نقل کرتے ہیں جو مضمون نگار نے اسریٰ نعمانی کو بھیجے ہیں، لیکن ابھی تک اس کی طرف سے ان کا جواب نہیں آیا، البتہ اتنا جواب اس نے دیا ہے کہ مجھے آپ کے سوالات مل گئے ہیں اور میں ان کا جواب تیار کر رہی ہوں۔ یہ سوالات آپ بھی ملاحظہ فرمائیں (دیگر تفصیلات کیلئے مذکورہ شمارہ ملاحظہ فرمائیں)۔

(۱) کیا آپ اللہ اور قرآن کی تشریح کرسکتی ہیں؟

(۲) مسلمان خواتین اپنے والد، بھائیوں اور خاوند سے یہ مطالبہ نہیں کرتیں کہ وہ ان کے ساتھ مساجد میں نماز پڑھنا

چاہتی ہیں۔لیکن آپ کی سوچ اور جدوجہد اس سے مختلف ہے، آپ اس کی کچھ وضاحت کریں گی؟

(۳) آپ کی جدوجہد اور کوششوں کے بارے میں یہ رائے بنتی ہے کہ اس کی ڈائریکشن ٹھیک نہیں ہے، آپ کا اس سلسلے میں موقف کیا ہے؟

(۴) کیا آپ سمجھتی ہیں کہ اپنی جدوجہد کی روشنی میں مسلمان خواتین کی سوچ تبدیل ہوسکتی ہے؟ اگر آپ اسے ممکن سمجھتی ہیں تو یہ کیسے کریں گی؟

(۵) آپ کی کوششوں اور ''جدوجہد'' کو دیکھتے ہوئے بہت سے ''کھلے ذہن'' کے لوگ آپ کے ساتھ مل گئے ہوں گے ،کیا آپ ان کے نام بتاسکتی ہیں؟

(۶) علماءدین نے آپ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے، اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گی؟

(۷) کیا آپ شادی شدہ ہیں؟ اگر نہیں تو براہ کرم اس بات کا جواب دیجئے کہ آپ کے بچے کی پیدائش ناجائز نہیں؟

ان سوالات کی بابت مضمون نگار نے لکھا ہے: ''اسریٰ نعمانی نے ان سوالات کے جوابات دینے کا وعدہ کیا ہے، جیسے ہی ان کا موقف موصول ہوا، شائع کر دیا جائے گا۔'' [ہفت روزہ ''ندائے ملت'' لاہور، ۳۱ مارچ ۲۰۰۵ء ص:۱۱]

''ندائے ملت'' کے اسی شمارے میں مخلوط نماز کی امامت کا فوٹو بھی شائع ہوا ہے، جس میں یہ اسریٰ نعمانی شرٹ پینٹ میں ملبوس کھلے بالوں کے ساتھ نمایاں ہے۔(هدا اهاالله و امامها)۔اس کے بعد ''ندائے ملت'' میں ایک اور مضمون شائع ہوا ہے، یہ سارا مضمون ہی قابل مطالعہ ہے، علاوہ ازیں اس میں اس کی جدوجہد کے وہ دس نکتے بھی شامل ہیں جو عورتوں کے ''اسلامی حقوق'' کے پرفریب عنوان پر اس نے مرتب کیے ہیں۔ یہ پورا مضمون بھی ملاحظہ فرمائیں:

امریکہ میں نماز جمعہ کے مخلوط اجتماع کی امامت کر کے ''شہرت'' حاصل کرنے والی بھارتی نژاد خاتون اسریٰ نعمانی کے ''کھیل'' کی حقیقت اب کھل کر سامنے آ گئی ہے۔ ڈینئل پرل کیس میں ایک ملزمہ کے طور پر سامنے آنے اور پاکستان کے مفادات کے خلاف کام کرنے والی اسریٰ نعمانی اگرچہ اب یہ کوششیں کر رہی ہے کہ کسی طرح امریکا کے دیگر شہروں میں بھی خاتون کی امامت میں ہی نماز جمعہ کہ مخلوط اجتماعات کروائے جائیں۔لیکن اس ایک واقعہ سے ہی لگتا ہے کہ اسریٰ نعمانی جو بظاہر اسلامی تعلیمات میں تبدیلیوں کیلئے کوششیں کر رہی ہے، درحقیقت کیا عزائم رکھتی ہے؟

نیویارک سٹی کے ایک چرچ میں ادا کی جانے والی نماز جمعہ کے موقع پر اسریٰ نعمانی کے کھیل کا بھانڈہ اس وقت پھوٹ گیا جب وہاں اسریٰ نعمانی سے یہ پوچھا گیا کہ معمول کی اپنی زندگی میں جمعہ کے علاوہ ایک دن میں فرض کی گئی پانچ

نمازوں میں سے کتنی نمازیں پڑھتی ہیں؟ اسریٰ نعمانی اس سوال کا کوئی جواب نہ دے سکی اور غصے کی حالت میں اس نے منہ دوسری طرف پھیرلیا۔ اس کے علاوہ ''ندائے ملت'' نے بھی اس سے جن سوالات کے جوابات پوچھے ہیں ان کا جواب بھی اسریٰ نے نہیں دیا تاہم اپنی دوسری ای میل میں اسریٰ نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ کے سوالات کے جوابات پر کام کررہی ہوں۔ اسریٰ نعمانی جو ایک طرف تو اسلام میں اکیسویں صدی کے تقاضوں کے مطابق تبدیلیوں اور خواتین کے حقوق کی جدوجہد کررہی ہیں جب کہ دوسری طرف وہ انھی سوالات کے جوابات دینے سے گریز کررہی ہیں۔ اسریٰ نعمانی کے بارے میں اور بھی بہت سے دلچسپ اور انکشاف انگیز حقائق سامنے آئے ہیں جو اس کی سرگرمیوں اور عزائم سے پردہ اٹھاتے ہیں۔

اسریٰ نعمانی کے بارے میں بعض ذرائع یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کا اصل نام قرۃ العین نعمانی ہے۔ تین سال کی عمر میں اس کے والد ظفر نعمانی اسے لے کر امریکی ریاست ورجینیا آگئے تھے جہاں انھوں نے جنوبی ورجینیا کی ایک یونیورسٹی میں پڑھانا شروع کردیا۔ اسریٰ نعمانی نے بھی بعد میں اسی یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ اسریٰ یونیورسٹی لائف کے دوران اور بعد ازاں ایک صحافی کی حیثیت سے اپنے کیرئیر کے دوران اپنی روشن خیالی اور کھلے ڈھلے ماحول کی وجہ سے جانی جاتی ہے۔ صحافتی کیرئیر کے آغاز میں ہی اس نے افغانستان، تاجکستان اور بھارت کے دورے کئے۔ پاکستان جب وہ پہلی دفعہ آئی تو اس نے اپنے آپ کو ایک طالب علم ظاہر کیا، تاہم یہاں اس کی آمد کا مقصد پاکستان کے مذہبی اور جہادی گروپوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تھا۔ اس کام میں اس کی مدد اسرائیل کے دوروں کے حوالے سے مشہور ایک مذہبی رہنما نے کی ذرائع کے مطابق اسریٰ نعمانی نے لاہور میں اپنے ایک انکل اطہر نعمانی کے گھر قیام کیا جن کی رہائش علامہ اقبال ٹاؤن میں ہے اور وہ واپڈا کے ایک اعلیٰ ریٹائرڈ افسر ہیں۔ لاہور کے قیام کے بعد اسریٰ کراچی چلی گئی۔

اسریٰ نعمانی کے بارے میں جو مزید انکشاف انگیز حقائق معلوم ہوئے ہیں ان میں بعض باتیں ایسی بھی ہیں جنھیں اخلاقیات کے پیش نظر تحریر بھی نہیں کیا جاسکتا، تاہم اسریٰ نعمانی کے بارے میں یہ باتیں ضرور قارئین کو بتاتے چلیں کہ مسلمان خواتین کی امامت کرنے والی یہ آزاد خیال خاتون تمام مسلم اور غیر مسلم خواتین کیلئے ہم جنس پرستی، شادی کے بغیر تعلقات، اسقاط حمل اور جنسی تجربات کی حامی ہے اور ناجائز بچے کی پیدائش کے بعد یہی حقوق حاصل کرنے کی جدوجہد کررہی ہے۔ اسریٰ نعمانی خود اس بارے میں کہتی ہے کہ اس کی جدوجہد خواتین کو بیڈروم میں اسلامی حقوق دلانے کیلئے ہے۔ اسریٰ کا اس حوالے سے کہنا ہے

"I offer two charaters of musloms justice -- an islamic bill of rights forwomen in mosques and in islamic bill of raghts for women in the bedroom".

ان امور کی وضاحت کرتے ہوئے اسرٰی نے دس ایسی وجوہات بیان کی ہیں جو اس کی خواتین کیلئے ''جدوجہد'' کو بے نقاب کرتے ہیں۔

1. Women have an Islamic right to respectful and pleasurable sexual exprriences.

2. Women have an Islamic right to make independent decisions about their bodies, including the right to say no to sex.

3. Women have an Islamic right to make independent decisions about their partner, including the right to say no to a husband marrying a second wife.

4. Women have an Islamic right to make independent decisions about their choice of a partner.

5. Women have an Islamic right to make independent decisions about contraception aind reproduction.

6. Women have an Islamic right to protection form physical, emotional and sexual abuse.

7. Women have an Islamic right to sexual privacy.

8. Women have an Islamic right to exemption from ceiminalization or punishment for consensual adults sex.

9. Women have an Islamic right to exemption from gossip and slander.

10. Women have an Islamic right to sexual health care and sex

education."

اسریٰ نعمانی کے ان خیالات اور خواتین کے حقوق کیلئے جدوجہد کی کوششوں کی حقیقت سامنے آنے سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسریٰ نعمانی کا اصل ایجنڈا کیا ہے؟ وہ خواتین کے جن حقوق کیلئے جدوجہد کررہی ہے اس کے پیچھے کون لوگ ہیں؟

اسریٰ نعمانی اور ڈاکٹر امینہ ودود ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اسلام کی جو تصویر پیش کررہی ہیں اس سے مسلم کمیونٹی میں شدید جذبات پائے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر امینہ ودود نے نماز جمعہ کی امامت کے دوران عربی میں پڑھے جانے والے خطبہ کی کتاب اپنے پاؤں میں رکھ دی۔ اسریٰ نعمانی نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خواتین کو مسجد میں داخل ہونے کا، صف میں بیٹھنے کا اور منبر پر کھڑے ہونے کا حق ہے اور ان حقوق کیلئے کوششیں کی جائیں گی۔

اسریٰ نعمانی مغربی ایجنڈے کو آگے بڑھاتے اور مسلم کمیونٹی کے جذبات کو کسی خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنی سی کوششیں کررہی ہے تاہم اب اس کی پراسراریت بےنقاب ہونا شروع ہوگئی ہے۔ [''ندائے ملت'' لاہور، ۷ اپریل ۲۰۰۵ء]

مذکورہ دس نکات کا اردو ترجمہ

''ندائے ملت'' کے مضمون نگار نے اسریٰ کے جن دس نکات کا انگریزی متن نقل کیا ہے، انھوں نے اس کا اردو ترجمہ نہیں دیا، ہم ذیل میں اس کا ترجمہ بھی دے رہے ہیں۔

میں مسلمانوں کے انصاف کے دو منشور پیش کرتی ہوں۔ ایک مساجد میں خواتین کے حقوق کا اسلامک بل اور ایک بیڈروم میں خواتین کے حقوق کا اسلامک بل۔

مضمون نگار کے بقول ''ان امور کی وضاحت کرتے ہوئے اسریٰ نے دس ایسی وجوہات بیان کی ہیں جو اس کی خواتین کیلئے ''جدوجہد'' کو بےنقاب کرتی ہیں'' (اب اسریٰ کے دس نکات کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے):

(۱) عورتوں کا یہ اسلامی حق ہے کہ ان کا جنسی تجربہ احترام پر مبنی اور خوش گوار ہو۔

(۲) عورتوں کا یہ اسلامی حق ہے کہ وہ اپنے جسم کے بارے میں آزادانہ فیصلے کریں اور اس میں ہم بستری سے انکار کا حق بھی شامل ہے۔

(۳) عورتوں کا اسلامی حق ہے کہ وہ اپنے پارٹنر (شریک حیات) کے بارے میں آزادانہ فیصلے کریں اور اس میں دوسری بیوی سے شادی کرنے کے سلسلے میں شوہر کو ''نہ'' کہنے کا حق بھی شامل ہے۔

(۴) عورتوں کا اسلامی حق ہے کہ وہ اپنے پارٹنر (شریک حیات) کے انتخاب کے بارے میں آزادانہ فیصلے کریں۔

(۵) عورتوں کا اسلامی حق ہے کہ وہ مانع حمل ادویات استعمال کریں اور تولید کے بارے میں آزادانہ فیصلے کریں۔

(۶) عورتوں کا اسلامی حق ہے کہ انھیں جسمانی، جذباتی، اور جنسی استحصال سے تحفظ حاصل ہو۔

(۷) عورتوں کا اسلامی حق ہے کہ انھیں جنسی خلوت حاصل ہو۔

(۸) عورتوں کا اسلامی حق ہے کہ انھیں بلوغت پر باہمی رضامندی سے ہم بستری کی صورت میں مجرم بنائے جانے یا سزا یابی سے استثناء حاصل ہو۔

(۹) عورتوں کا اسلامی حق ہے کہ انھیں بدگوئی اور تضحیک وتوہین سے استثناء حاصل ہو۔

(۱۰) عورتوں کا اسلامی حق ہے کی انھیں جنسی صحت کے اہتمام اور جنسی تعلیم کا حق حاصل ہو۔

ان ساری دفعات کو دیکھ لیں کہ ان میں کوئی بھی ایسی بات ہے جس کا تعلق واقعی مسلمان عورت کی معاشرتی زندگی کی بہتری سے ہو؟ یا مسلمانوں کی دین سے بے خبری کی وجہ سے مسلمان عورت کو جن ابتلاؤں سے دوچار ہونا پڑتا ہے، ان کا کوئی حل ان میں ہو؟ یا ان سے ان کا معاشرتی رتبہ بلند ہوسکتا ہو؟ ان میں سے کوئی ایک بات بھی ان میں نہیں ہے۔ ان دفعات میں سارا زور اس امر پر دیا گیا ہے کہ مسلمان عورت بھی مغرب کی حیاباختہ عورت کی طرح آزاد ہو، وہ خود ہی تجربے کر کے اپنے شریک حیات کا انتخاب کرے، اور اس کے بعد بھی اس کا شریک حیات (پارٹنر) اس کے ماتحت رہ کر اپنا وقت پاس کرے، حتی کہ وہ بدکاری کا ارتکاب بھی کر لے، تو اسے مستوجب سزا نہ ٹھہرایا جائے (کیونکہ پاک دامنی کا تصور اب فرسودہ ہو گیا ہے اور یہ روشن خیالی کا دور ہے جس میں دیدار یار ہی کا اذن عام نہیں، بلکہ شادی سے بھی پہلے سب کچھ کرنے کا حق ہے) اسی طرح عورت کو یہ حق بھی حاصل ہو کہ وہ اپنی مرضی سے جتنے چاہے بچے پیدا کرے، بچوں کی پیدائش کے بجائے اس کی صحت زیادہ عزیز ہونی چاہیے۔ علاوہ ازیں اسے یہ حق بھی ہو کہ وہ خاوند کو دوسری شادی کرنے کی اجازت نہ دے۔

ستم بالائے ستم یہ ہے کہ مغرب کے ان تصورات کو، جو اسلامی تعلیمات کے یکسر خلاف، بے حیائی اور بدکاری کی کھلی چھوٹ کے مترادف اور مسلمان عورت کی عزت ووقار کے منافی ہیں۔ انھیں ''اسلامی حقوق'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(اناللہ وانا الیہ راجعون)

خرد کا نام رکھ دیا جنوں، جنوں کا خرد　　　جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

نام نہاد ''مسلمانوں'' کی وہ نسل نو، جو مغربی ماحول کی پروردہ، انہی کے تعلیمی اداروں کی پرداختہ ہے، اور انگریزوں اور غیر مسلموں کے بوائے فرینڈ یا گرل فرینڈ ہیں، ان میں سے بعض مردوزن کا اس فتراک کا نخچیر بن جانا، اس دام ہم رنگ

زمین کا شکار ہو جانا اور استعمار کی اس سازش میں پھنس جانا، زیادہ ناقابل فہم نہیں ہے کہ وہ تو اسلام اور اس کی تعلیمات سے یکسر ناآشنا ہیں۔ لیکن ان مذہبی خرقہ پوشوں کو کیا کہیے جو تمام فقہائے امت سے زیادہ اپنے آپ کو ''فقیہ'' تمام مفسرین امت سے زیادہ اپنے آپ کو ''مفسر'' اور تمام علمائے امت سے زیادہ اپنے آپ کو ''عالم'' اور تمام محققین امت سے بڑھ کر اپنے آپ کو ''محقق'' سمجھتے ہیں کہ وہ بھی اس گروہ ناہنجار کی حمایت میں آستینیں چڑھا کر میدان میں نکل آئے ہیں اس گروہ کے اس رویے ہی سے بہ آسانی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کی اس ''تحقیق'' کے پس پشت کیا مفادات کارفرما ہیں اور ان کی یہ ''فقاہت'' ان کے کس ذہن کی غماز ہے؟ ع ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی!

دفاع اسلام ریلی (ضلع جہلم)

گوانتانا موبے میں قرآن پاک کی بے حرمتی کے خلاف اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل و ضلع جہلم نے 27 مئی 2005ء بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز جمعہ دفاع اسلام ریلی نکالی۔ اس کو کامیاب بنانے کیلئے یوتھ فورس کے نوجوانوں نے بہت محنت کی۔ پمفلٹ اور رابطوں سے اپنے موقف کو پیش کیا۔ اس ریلی کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ کسی دیگر تنظیموں کا سہارا نہیں لیا گیا۔ ریلی میں تقریباً پانچ سو افراد نے شرکت کی۔ اہل حدیث یوتھ فورس کے جھنڈے اور پلے کارڈ جس پر احتجاجی نعرے درج تھے ہر طرف نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔ اس ریلی کیلئے مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع جہلم اور اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن ضلع جہلم نے بھی معاونت کی اور بھرپور شرکت کی۔ مرکزی جامع مسجد اہل حدیث چوک اہل حدیث سے شروع ہو کر مین بازار سے ہوتی ہوئی شاندار چوک پر ایک احتجاجی جلسے کی صورت اختیار کر گئی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض عامر سلیم علوی نے انجام دیئے۔ خطاب کرنے والوں میں حافظ عبد الغفور صاحب صدر اہل حدیث یوتھ فورس ضلع جہلم صاحبزادہ سعد مدنی صاحب جنرل سیکرٹری ASF صوبہ پنجاب۔ عامر سلیم علوی جنرل سیکرٹری AYF ضلع جہلم۔ شیخ محمد اسحاق صاحب جنرل سیکرٹری انجمن اہل حدیث ضلع جہلم۔ مشہور صحافی مرزا محمود جہلمی صاحب۔ مولانا عطاء اللہ ثاقب صاحب اور شیخ الحدیث جامعہ اثریہ مولانا محمد اکرم جمیل تھے۔

تمام مقررین نے اس افسوسناک واقعہ کی شدید مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ اسلام کے دشمنوں کو فوری طور پر ہمارے حوالے کیا جائے تاکہ ہم انھیں عبرت ناک سزا دے سکیں۔ تاکہ آئندہ کسی کو ایسی جرات نہ ہو سکے۔ کہ وہ ایسی مذموم حرکت کرے۔ ریلی کا اختتام شیخ الحدیث جامعہ اثریہ مولانا محمد اکرم جمیل صاحب کی دعا سے ہوا۔